Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
E-Mail:muloomi@iub.edu.pk ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
Vol.No: 32, Issue:02. (Jul-Dec 2025) Date of Publication: 19-12-2025
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

اسوہ حسنہ ﷺ کی روشنی میں نوجوانوں کی کردار سازی کے رہنما اصول

Guiding Youth Character Development through the Exemplary Life of Prophet Muhammad ﷺ

Ahsan Mahmood
Lecturer, Faculty of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad. Email of corresponding author: ahsan.mahmood@aiou.edu.pk

Abstract:
The life of Holy Prophet ﷺ is a complete guide and role model in all aspects of life. It is evident from the teachings of Islam that the youth plays a pivotal and cardinal role in the development of society and nation. The young generation is the source of strength and maker of glory. They are not only the leaders of tomorrow but also the partners of today. The Prophet ﷺ gave special attention for character building of youth by developing the qualities of strong belief in Allah, practicing good deeds, learning and delivering education, patience, steadfastness and on the virtue of chastity and modesty. The Prophet ﷺ also considered the special interests and respective tendencies of youth, and this enabled the young companions to exercise their abilities in effective way. In order to fully utilize the capabilities and potentialities, it is necessary to train the youth in the light of prophetic method. The young Sahaba were trained with high and far sighted prophetic vision. They passed through many wild, menacing and ominous stages but they never compromised on their firm belief and clear stance. Despite of low status and financial incompatibilities they presented a role model that how to lead a purposeful life with good moral characters and distinctive principles. The present Muslim world is in need of seeking the guidance from the life of Prophet in character building of youth so that they could contribute to the positive and constructive upbringing of society. Eyes are looking towards youth of contemporary era to step forward following the role model of Prophet ﷺ and His companions to serve the humanity in general and Muslim Ummah in specific.

Keywords: Youth, character building, role model, prophetic method, Muslim Ummah, Sahaba

تعارف:

اسلام ایک جامع، ہمہ گیر اور کامل دین ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے حوالے سے اس میں رہنمائی موجود نہ ہو۔ قرآنی رشد وہدایت کی تکمیل کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس ذات بابرکات کو منتخب فرمایا وہ بے حد وحساب خصائص وفضائل کی مالک تھی اور ان کی سیرت تاقیامت انسانیت کے لیے مینارہ نور اور اسوہ حسنہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1]

"پس تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ ہے۔"

قرآن مجید نے پیغمبر اسلام کی سیرت کو عملی نمونہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ مذہبی، معاشرتی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی، عسکری الغرض ہر گوشہ حیات کو محیط ہے۔ آپ ﷺ کی ذات پیغمبر، حاکم، محکوم، بادشاہ، سپہ سالار، سپاہی، معلم، متعلم، امیر وغریب، نوجوان، بزرگ، امام اور پیشوا تمام مناصب پر فائز رہی لہٰذا سیرت نبوی ﷺ میں معاشرے کے تمام افراد کے حوالہ سے جامع وکامل رہنمائی موجود ہے۔

رسول کریم ﷺ کی ہمہ گیر شخصیت نے جہاں معاشرے کے ہر طبقے کی اصلاح فرمائی وہیں نوجوانوں کی کردار سازی کے حوالے سے خصوصی توجہ فرمائی کیونکہ نوجوان ہی وہ اساس ہیں جن پر امت کے مستقبل کی بنیاد ہے اور انھی کے دم سے معاشرے کا انقلاب وابستہ ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت اسلام پر جن خوش قسمت افراد نے لبیک کہا، ان میں بہت بڑی تعداد نوجوانوں کی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان نوجوانوں کے عقیدہ و منہج، عبادات و معاملات، تعلیم و تعلم، عفت وحیا، خشیت وللّٰہیت، زہدوورع، قول وفعل، حلال وحرام غرضیکہ ہر امر میں اس قدر عمدہ کردار سازی کی جس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی بے مثال کردار سازی کا جوہر ہی تھا کہ وہ عرب جو کل تک دست وگریباں تھے آج اخوت ومحبت اور صداقت وعزیمت کے پیکر بن گئے۔

نبی کریم ﷺ نے عہد شباب کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر نوجوانوں کی تربیت اور کردار سازی کے ہر پہلو کے حوالے سے نوجوان نسل کی رہنمائی فرمائی اور نوجوان صحابہ کرامؓ کی عمدہ جماعت تیار کر کے عملی نمونہ فراہم کیا۔ آپ ﷺ نے نوجوان صحابہ کرامؓ کی علمی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تبلیغی، جنگی، سفارتی اور دیگر ذمہ داریوں کے لیے اس قدر عمدہ کردار سازی کی کہ انھوں نے نہ صرف آپ ﷺ کی زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی ان کی صلاحیتوں اور قابل قدر خدمات سے عالم اسلام مستفید ہوا۔ بلکہ اس بات میں بھی کوئی مبالغہ نہیں کہ خلافت راشدہ کے استحکام، وسعت، عمدہ نظام حکومت اور اس دورانیہ میں ہونے والی جنگی فتوحات اور علمی، سیاسی، تبلیغی، معاشرتی اور اقتصادی کامیابیاں انھی نوجوان صحابہ کی مرہون منت تھیں جنھوں نے اپنے عہد شباب میں رسول کریم ﷺ کی حسن تربیت سے استفادہ کیا۔

عصر حاضر میں جب امت مسلمہ ہر طرح کے مسائل کا شکار ہے اور خصوصی طور پر نسل نو، جو بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود انتشار کی کیفیت سے دوچار ہے ان حالات میں زندگی کے گوناگوں مسائل کا حل صرف اور صرف اسوہ حسنہ میں مضمر ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوانوں کی تربیت منہج نبوی کے مطابق کی جائے تاکہ وہ عمدہ اور مثالی کردار کے پیکر بن جائیں۔ زیر نظر مضمون میں عہد شباب کی اہمیت کے ساتھ درج ذیل امور پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اسوہ حسنہ کی روشنی میں نوجوانوں کی کردار سازی کن خطوط پر کی جاسکتی ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اپنے نوجوان صحابہ کی تربیت کیسے فرمائی؟ مشہور نوجوان صحابہؓ کے عمدہ کردار کا مختصر تذکرہ اور ہمارے لیے اس میں رہنمائی۔

اسلام کی نظر میں عہد شباب کی اہمیت:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی قوم کی بہترین متاع اس کے نوجوان ہوا کرتے ہیں اور یہی نوجوان کسی بھی قوم، معاشرے اور جماعت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی وہ طبقہ ہے جو قوم کا معمار ہے جس کے دم سے معاشرے کا انقلاب وابستہ ہے۔ دنیا کی تعمیر وتخریب میں ان افراد کا بڑا کردار ہے۔ نوجوان ہی ہیں جو اپنے بلند کردار، ہمت وحوصلہ، قوت وشجاعت، تعلیم و تعلم اور دیگر خوبیوں سے اپنی قوم کی فتح وکامرانی کا سبب بنتے ہیں۔ لیکن اگر یہی طبقہ فساد اور بگاڑ کا شکار ہو جائے تو پوری قوم تنزلی اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔

جوانی کی عمر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے۔ عمر کا یہی دورانیہ زندگی کا قیمتی ترین اور عزیز ترین حصہ ہوتا ہے جس میں اعضا وجوارح بھرپور کام کرتے ہیں، حواس پورا ساتھ دیتے ہیں اور عقل وشعور اعمال انسانی کی مکمل رہنمائی کرتے ہیں۔ جوانی کی عمر ہی وہ عمر ہے جس میں فکری، جسمانی اور عقلی تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوتی ہیں۔ انسان جسمانی اور ذہنی لحاظ سے نشوونما اور ارتقا کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ ہر لمحہ کسی نہ کسی حوالے سے عقل وشعور کے نئے دریچے کھل رہے ہوتے ہیں اور انسان شعور وادراک کی نت نئی منازل بھی طے کرتا ہے۔

ان ارتقائی حالات اور تعمیر و تخریب کے ماحول میں خیر و شر پر مکمل قدرت رکھتے ہوئے عمدہ کردار کا عملی مظاہرہ پیش کرنا شریعت کا مطلوب و مقصود ہے۔

مذہب اسلام جوانی کی عمر کو خاص توجہ سے دیکھتا ہے۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ایسے نوجوانوں کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے حالات و واقعات کی سنگینیوں اور تنگیوں کے باوجود ایمان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اصحاب کہف جنہوں نے فقط اللہ کی توحید کے خاطر بے سروسامانی کے عالم میں کنبہ، قبیلہ اور وطن چھوڑ کر اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان نوجوانوں کی ایمانی قوت اور رشد وہدایت کا تذکرہ کچھ اس طرح کیا ہے:

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى [2]

"وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انھیں مزید ہدایت بخشی۔"

اسی طرح موسیٰؑ کی قوم میں سے جو چند افراد ایمان کی دولت سے فیض یاب ہوئے، ان میں سے اکثریت نوجوانوں کی ہی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خوف کی حالت میں ان کے ایمان لانے کا ذکر اس طرح کیا ہے:

فَمَا آمَنَ لِمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ
أَنْ يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ [3]

"چنانچہ موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے علاوہ کوئی بھی ایمان نہ لایا انھیں خطرہ تھا کہیں فرعون اور اس کے درباری انھیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دیں اور فرعون تو ملک میں بڑا غلبہ رکھتا تھا اور وہ حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔"

فرعون کے مظالم کے باوجود موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا جان ومال کے خطرے کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ مگر یہ نوجوانوں کی ہی مختصر جماعت تھی جو فرعون اور اس کے اعوان وانصار کے مظالم اور جبر وستم کے باوجود ہر طرح کے خطرات سے بے نیاز ہو کر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے کے آئے۔

نبی کریم ﷺ نے جوانی کی اہمیت کو اس پیرائے میں بیان فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے قدم اس کی جگہ سے حرکت نہ کر سکیں گے حتیٰ کہ وہ پانچ سوالوں کا جواب دیدے: عمر کہاں گزاری؟ جوانی کن کاموں میں بسر کی؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جتنا علم تھا کیا اس پر عمل بھی کیا؟[4] یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ پہلے عمر گزارنے کے متعلق عمومی طور پر سوال کر کے دوبارہ جوانی کی تخصیص کے ساتھ سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اصل عمر جوانی کی ہی ہے اور قرآن کریم نے بھی اس عمر کو قوت سے تعبیر کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ [5]

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اس کمزوری کے بعد قوت دی، پھر اس قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور وہ خوب علم اور قدرت رکھنے والا ہے۔"

کردار سازی کے نبوی مناہج:

عقیدہ و منہج اور کردار سازی:

صنف انسانی کی تربیت اور کردار سازی میں ایمان وعقیدہ کی پختگی کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ انسان کی تمام عبادات و معاملات کا انحصار عقیدہ کی درستگی پر ہے۔ کردار سازی میں ثابت قدمی حسن عقیدہ اور ایمان بالغیب سے ہی میسر ہوتی ہے اور یہ تمام سماوی ادیان کا خاصہ ہے۔ کوئی بھی فرد اور معاشرہ اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ صالح معاشرے اور عمدہ کردار سازی کے لیے عقیدے کو اولین حیثیت حاصل

ہے۔ڈاکٹر عبد الرشید اظہرؒ فرماتے ہیں:"جو لوگ عقیدے کی اصلاح کے بغیر فرد کی اصلاح اور صالح معاشرے کے قیام کی جدوجہد کرتے ہیں ان کی محنت عموماً بے نتیجہ ہی رہتی ہے۔ اصلاح معاشرہ کے لیے توحید باری تعالیٰ کی دعوت اصل الاصول ہے۔"[6]

رسول اکرم ﷺ نے پوری مکی زندگی اسی محور اساسی پر محنت کرتے گزاری اور صحابہ کی ایسی جماعت تیار کی جو اپنی جانیں تو قربان کر سکتے تھے مگر ایمان وعقیدہ پر آنچ نہیں آنے دے سکتے تھے۔ یہی ایمان کی پختگی ہی تھی جس نے نوجوان صحابہؓ کو کفار کے مظالم سہنے کا حوصلہ دیا۔ انھوں نے تپتی ریت پر لیٹنا گوارا کر لیا مگر اَحد اَحد کی صدائے ربانی کو نہ چھوڑا۔ آل یاسرؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیے مگر کفر و شرک کی دلدل میں واپسی کی راہ اختیار نہ کی۔

رسول اکرم ﷺ نوجوان صحابہ کو وقتاً فوقتاً توحید اور اس سے متعلقہ مسائل کی نصیحت فرماتے تا کہ اللہ پر توکل مضبوط ہو جائے جو کردار سازی کے لیے اہم ترین اساس ہے۔ عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے نوجوان! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں۔ تو ان کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَ اعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ
اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ[7]

"تو جب بھی سوال کرے اللہ سے سوال کرے اور جب بھی مدد طلب کرے اللہ سے مدد طلب کرے اور جان لو کہ اگر تمام امت تجھے فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لیے لکھا ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے شرک کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے توحید پر ثابت قدمی کی تلقین ان الفاظ سے کی:

لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا؛ وَإِنْ قُطِّعْتَ أَوْ حُرِّقْتَ [8]

"کسی صورت بھی اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تمہیں جلا دیا جائے۔"

کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کے ذریعے رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی کردار سازی کی کہ وقت کے فرعون انھیں خس وخاشاک نظر آئے۔ اس وقت کی عالمی طاقتوں سے وہ نبرد آزما ہوئے اور انھیں طفل مکتب بنا ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا پر جس کلمہ توحید کی دعوت کا آغاز کیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے کردار و عمل سے اس پر عمل کر کے دکھایا اور نبی ﷺ کی اولین بشارت "قولوا لاالہ الااللہ تفلحوا وتملکوا العرب والعجم" کے حقیقی مصداق بن گئے۔ اور اسی قوت توحید کی طرف علامہ محمد اقبالؒ نے اس طرح اشارہ کیا ہے۔

زندہ قُوّت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے، فقط اک مسئلۂ علم کلام
روشن اس ضَو سے اگر ظُلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام[9]

اعمال صالحہ اور کردار سازی:

اعمال صالحہ ہی وہ گوہر نایاب ہیں جن کے ذریعے کردار کو حقیقی چمک دمک ملتی ہے اور اعمال صالحہ سے ہی ایمان کی حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ایمان لانے کے فوراً بعد اعمال صالحہ کا حکم دیا اور مومنین کی صفات میں بھی اعمال صالحہ کا جابجا ذکر کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ [10]

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے نوجوان صحابہ کرامؓ کی تربیت اور کردار سازی میں ایمان کی پختگی کے بعد سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیا وہ عمل صالح کی ترغیب تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے نوجوان صحابہ کو خصوصی طور پر عبادت الٰہی کی ترغیب دی۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سات قسم کے افراد کو قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے کی خوشخبری دی، جن میں سے ایک وہ نوجوان ہے جس نے اپنی جوانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں گزاری۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ:وعدمنهم 'وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ [11]

"اللہ تعالیٰ سات لوگوں کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اسکے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا ان میں سے ایک ایک ایسا نوجوان ہو گا جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری۔"

عہد شباب ہی وہ قیمتی وقت ہے جب حواس بیدار اور اعضاو جوارح عمل صالح کیلیے مستعد ہوتے ہیں۔ ان اعضاو جوارح کو مفاسد کے بجائے مصالح اور معاصی کی بجائے طاعات میں صرف کیا جائے تو وہ گرانقدر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، جن کا عمر کے دیگر حصوں میں حصول ممکن نہیں۔ عبادات اور اعمال صالحہ حسن کردار کیلیے لازم وملزوم ہیں اور جوانی میں کیے گئے اعمال شخصیت میں رچ بس جاتے ہیں اور پختگی کردار کا سبب بنتے ہیں۔

عصر حاضر میں امت مسلمہ کے مسائل میں اگر غور وتدبر کیا جائے تو اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ہم بحیثیت قوم اور خصوصاً نوجوان دینی اور دنیاوی دونوں اعمال سے کوسوں دور ہیں اور یہی ہماری تنزلی اور پستی کا بہت بڑا سبب ہے۔ ہم جیسے جیسے اعمال صالحہ سے دور ہوئے سستی نے بسیرا کر لیا اور دینی کیا دنیوی سعادت وقیادت بھی ہمارے ہاتھوں سے چھن گئی۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری [12]

کردار سازی بذریعہ تعلیم وتعلم:

تعلیم وتربیت آپ ﷺ کے مقاصد بعثت میں سے ایک بنیادی ترین مقصد تھا۔ آپ ﷺ نے بعثت کے بعد تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور اسے منہج رسالت ونبوت کا خاصہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے علم کی اہمیت کے پیش نظر اس کا سیکھنا ہر مرد وعورت پر فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ [13]

"علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے"

رسول کریم ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کو خصوصی طور پر حصول علم کے لیے تیار کیا اور جلد ہی کثیر تعداد میں آپ کے تلامذہ تیار ہوئے جنھوں نے نہ صرف خود حصول علم کے ذریعے اپنی کردار سازی کی بلکہ وہ دوسروں کی کردار سازی میں مشعل راہ ثابت ہوئے۔ انھی نوجوان صحابہؓ میں حضرت علی، معاذ بن جبل، مصعب بن عمیر، ابی بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور خواتین میں سے قابل ذکر نام حضرت عائشہ، ام سلمہ، حفصہ اور شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہن کے ہیں۔

آپ ﷺ نے ان نوجوان صحابہ کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے اس قدر عمدہ کردار سازی کی کہ وہ جلد ہی بہت بڑے معلم اور مربی ثابت ہوئے۔ انھی معلمین میں سے بعض کو رسول اللہ ﷺ حالات و واقعات کے پیش نظر مختلف علاقوں میں تعلیم و تدریس کے لیے بھیجا کرتے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو نبی کریم ﷺ نے ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں معلم اول بنا کر بھیجا اور آپؓ مدینہ میں مقری (استاذ) کے لقب سے معروف ہوئے۔ ان کی علمی بصیرت، عقل و دانش اور معلمانہ اوصاف کی بدولت بے شمار لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور انھی کی

کوششوں سے حضرت سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ جو قبیلہ بنی عبد الاشہل کے سردار تھے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے قبول اسلام کا یہ اثر ہوا کہ شام تک حضرت سعد بن معاذؓ کا سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔[14]

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جوانی کی عمر میں دو دفعہ بطور معلم مقرر فرمایا۔ ایک دفعہ فتح مکہ کے فوراً بعد مکہ میں بطور معلم اور دوسری دفعہ یمن میں۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"یمن میں آپؐ کی دعوت دین کی وجہ سے کئی یمنی قبائل نے اسلام قبول کیا اور سرکاری سرپرستی میں دیوان الانشاء، تعلیم، کتابت، آئین سازی اور غیر ملکی زبانوں کو سیکھنے کے لیے متعدد مراکز قائم کیے۔"[15]

رسول کریم ﷺ نے تعلیمی ترقی اور اصلاح و تربیت کے لیے کوئی بھی موقع ضائع نہیں کیا۔ حتیٰ کے تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر غیر مسلموں کو بھی استعمال کیا۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے جو پڑھے لکھے افراد تھے نبی کریم ﷺ نے ان کے ذمے لگایا کہ وہ دس دس افراد کو لکھنا سکھادیں اور آزادی حاصل کرلیں۔[16]

یہ نوجوان صحابہؓ کی تعلیم و تربیت اور عمدہ کردار سازی ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد اسلام کی تعلیم چہار دانگ پھیلی۔ یہ نوجوان صحابہ جنہوں نے اپنی عمر کا انتہائی قلیل حصہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ گزارا تھا انھوں نے آپ ﷺ کی صحبت اور نبوی تعلیم سے قرآن و سنت کا پیغام عرب و عجم میں پہنچادیا۔

نوجوان خواتین کی تربیت اور کردار سازی:

رسول کریم ﷺ نے مردوں کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی کیساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ کتب حدیث میں یہ بات صراحت کیساتھ موجود ہے کہ آپ خواتین سے خطاب فرماتے اور ان کو مستقل وقت بھی عنایت فرماتے[17]۔ آپ ﷺ سے فیض یاب ہونے والی خواتین میں سب سے زیادہ مستفید ہونے والی اور امت مسلمہ کو نفع پہنچانے والی خاتون ام المومنین عائشہؓ ہیں جن کو رسول کریم ﷺ کی خصوصی محبت، شفقت اور تربیت سے فیض یاب ہونے کے خصوصی مواقع میسر آئے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی شادی اوائل عمری ہی میں ہوگئی تھی۔ چنانچہ انھوں نہایت کم عمری ہی میں رسول کریم ﷺ کے علم وحی سے بہت زیادہ استفادہ کیا اور آگے امت تک بخوبی پہنچایا۔

حضرت عائشہؓ عرب قبائل کی روایات، تاریخ، اور کلچر پر اس حد تک عبور رکھتی تھیں کہ لوگ اس سلسلہ میں ان سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ انہیں عرب قبائل کے نسب ناموں سے بھی کماحقہ واقفیت حاصل تھی۔ ادب و فصاحت سے بہرہ ور تھیں اور انہیں اپنے دور کے بڑے خطباء میں شمار کیا جاتا تھا۔ علمی اور فقہی معاملات کے علاوہ عوامی مسائل پر بھی رائے دیتی تھیں اور خلفاء راشدین جیسی شخصیات بھی بہت سے امور میں ان سے راہنمائی حاصل کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ:

"ہم اصحاب رسولؐ کبھی کسی ایسی مشکل میں نہیں پھنسے جس کے بارے میں ہمیں ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس سے راہنمائی نہ ملی ہو"[18]

حضرت عائشہؓ نے یہ علمی کمالات انتہائی کم عمری ہی میں حاصل کر لیے تھے جو آج کی نوجوان خواتین کی کردار سازی اور تعلیم و تعلم کے لیے عمدہ نمونہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ عورتوں کی کردار سازی کے لیے ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرماتے۔ چنانچہ آپ ﷺ عورتوں کی تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے لیے کس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ شفا بنت عبد اللہؓ کہتی ہیں کہ رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت آپ ﷺ کی زوجہ حضرت حفصہؓ کے پاس تھی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"ألا تُعلِّمين هذه رُقْيَةَ النملة، كما علَّمتِيها الكتابةَ"[19]

"کیا تو اسے (حفصہؓ) کو چیونٹی کا دم کیوں نہیں سکھاتی جیسے کہ تم نے اسے کتابت سکھائی ہے۔"

اس حدیث کا سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھانے کا خاص اہتمام فرمایا اور یقیناً حضرت حفصہؓ کے رجحان اور دلچسپی کے پیش نظر ہی آپ ﷺ نے ان کے لکھنے پڑھنے کا خصوصی بندوبست فرمایا۔ اور شاید انھی کے علم وذوق کی ہی وجہ تھی کہ جناب عمرؓ کی شہادت کے بعد مصحف ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔[20]

اس واقعہ میں رسول کریم ﷺ نے جہاں ام المومنین حفصہؓ کی تعلیم وتربیت کے لیے رغبت کا اظہار فرمایا وہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے شفا بنت عبد اللہؓ کی تعلیم وتربیت کی صلاحیتوں کو پہچان کر نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ عملاً ایسا طریقہ اختیار کیا کہ باقی لوگوں کو بھی ان کی صلاحیتوں سے واقفیت ہوئی۔ چنانچہ ان صحابیات کی زندگیوں میں ہماری نوجوان خواتین کی تعلیم وتربیت اور کردار سازی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ یہ خواتین مسلم معاشرے کا ایک فعال حصہ تھیں چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ان کی تربیت کا بھی ویسے ہی بندوبست فرمایا جیسے مردوں کا فرمایا۔

عفت وحیا اور کردار سازی:

حیا ایک ایسی اخلاقی قدر ہے جو اولین زمانہ نبوت سے مطلوب ہے اور تمام شریعتوں میں عفت وحیا کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "گزشتہ کلام نبوت میں سے جو باتیں لوگوں کو ملی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تم میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرو۔"[21] اور نبی ﷺ نے حیا کو ایمان کا جز قرار دیا۔[22]

جوانی کے عالم میں عفت وحیا اور پاکدامنی کا مظاہرہ کرنا شریعت کا انتہائی اہم مطلوب ومقصود ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت اور کردار سازی میں عفت وحیا اور پاکدامنی پر خصوصی توجہ دی۔ آپ ﷺ نے ہر اس چیز کی ممانعت فرمائی جو بے حیائی کے قریب لے جانے والی تھی اور ہر اس عمل کی ترغیب دلائی جو پاکدامنی میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے نوجوان صحابہ کو نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کے لیے نکاح کی ترغیب یوں دلائی:

"يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ"[23]

"نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے زنا کی اجازت طلب کرنے والے کو نہایت عمدگی سے یہ سمجھایا کہ اگر وہ اپنی قریبی محرمات میں سے کسی کو زنا کی اجازت نہیں دے سکتا تو وہ دوسرے کی ماں، بہن یا بیٹی سے زنا کی اجازت کیونکر طلب کرتا ہے[24]۔ اور ایسے آدمی کے لیے قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے کی بشارت بھی ہے جو زنا کی دعوت کے باوجود اللہ کے خوف سے اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھتا ہے۔[25]

نوجوانون کی کردار سازی میں عفت وحیا ایک لازمی امر ہے اس کے بغیر کردار سازی محض ایک سعی لاحاصل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسی اہمیت کے پیش نظر نوجوانوں کی کردار سازی میں حیا اور پاکدامنی کی خصوصی ترغیب دلائی۔ آپ ﷺ کی انھی ترغیبات اور رہنمائی کا ہی نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ نے عفت وحیا کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی انکی پاکدامنی کے معترف ہوئے۔ اور یہ حیا کی ہی برکت تھی کہ ان کے دلوں میں قوت، شجاعت اور انشراح صدر پیدا ہوا اور وہ امت کے لیے فخر کا سبب بنے۔ بے راہ روی کے اس دور میں مسلم نوجوانوں کے لیے عفت وحیا کا پیکر بننا نہایت ضروری ہے۔ اسی عفت وحیا کی بدولت وہ مسلم امت اور معاشرے کے لیے عزت وفخر کا سبب بن سکتے ہیں۔ انھی نوجوانوں کے متعلق اقبال نے کہا تھا۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری
اگر ہو جنگ تو شیر انِ غاب سے بڑھ کر اگر ہو صُلح تو رعنا غزالِ تاتاری[26]

نوجوان صحابہ کا صبر واستقامت کردار سازی میں مشعل راہ نمونہ:

ایمان والوں کی یہ خاص صفت ہے کہ وہ مصائب و آلام اور ہر طرح کی مشکلات میں صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے۔ صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی اس صفت کو اس طرح بیان فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [27]

"بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ غمگین ہوں گے۔"

اسلام کا سورج طلوع ہونے کے بعد رسول ﷺ کو جن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان حالات میں نوجوان صحابہ کرامؓ ہی نے آپ کا ساتھ دیا۔ خود حضور اکرم ﷺ کی زندگی تمام انسانیت کے لیے صبر واستقامت کے میدان میں عمدہ نمونہ اور مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر مشکل حالات میں خود بھی صبر کیا اور اپنے صحابہ کی بھی صبر و استقامت پر ایسی عمدہ کردار سازی کی کہ انھوں نے ہر طرح کے مصائب و آلام میں صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑا۔

اولین اسلام قبول کرنے والوں پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے گئے لیکن انھوں نے صبر و استقامت سے ہر جور و ستم کو برداشت کیا۔ انھی ظلم و ستم برداشت کرنے والوں میں ایک سیدنا بلالؓ تھے۔ حضرت بلالؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ ان پر سخت ظلم و ستم کرتا، تپتی دھوپ میں لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیتا۔ کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی دھوپ میں بٹھا دیتا اور مطالبہ کرتا کہ محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ دو لیکن آپؓ اس حال میں بھی احد احد پکارتے۔[28]

اسی طرح نوجوان صحابہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی ہیں جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے انتہائی پُر تعیش زندگی بسر کی لیکن اسلام لانے کے بعد ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ حتیٰ کہ گھر والوں نے رسی سے باندھ کر قید کر دیا اور اسی ظلم و ستم کی وجہ سے انھوں نے ہجرت حبشہ کی[29]۔ باوجود پر وقار زندگی کے انھوں نے اسلام کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا۔

یہ رسول ﷺ کی کردار سازی ہی تھی کہ صحابہ کرامؓ نے صبر و استقامت کی ایسی ناقابل فراموش مثالیں پیش کیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کی ایسی جماعت تیار کی جو اپنی جان تو قربان کر سکتے تھے مگر عقیدہ و ایمان پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔ یہی ایمان کی پختگی تھی جس نے نوجوان صحابہؓ کو کفار کے مظالم سہنے کا حوصلہ دیا۔ انھوں نے تپتی ریت پر لیٹنا تو گوارا کر لیا مگر احد احد کی صدا کو نہ چھوڑا۔ آل یاسرؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیے مگر کفر و شرک کی دلدل میں واپسی کی راہ اختیار نہ کی۔ انھی عظیم ہستیوں کا صبر و استقامت عصر حاضر کے نوجوانوں کے لیے عمدہ نمونہ اور کردار سازی میں مشعل راہ ہے۔

کردار سازی میں خصوصی دلچسپیوں کی حوصلہ افزائی:

آنحضرت ﷺ نے افراد سازی اور کردار سازی میں نوجوان صحابہ کی خصوصی دلچسپیوں کو مد نظر رکھا۔ آپ ﷺ نے ان کی دلچسپیوں کے رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے علمی، تبلیغی، سیاسی، جنگی، سفارتی، معاشی، معاشرتی اور دیگر ذمہ داریوں کیلیے تیار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی خصوصی دلچسپیوں کے پیش نظر ان کو نہ صرف ان میدانوں میں آگے بڑھنے کے مواقع دیے بلکہ ہمیشہ ان کے رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے گفتگو کی، حوصلہ افزائی کی اور بھرپور رہنمائی فرمائی۔ قابل غور بات یہ بھی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کردار سازی کے اس پورے مرحلے میں کبھی بھی کسی صحابی کو اس کی خصوصی دلچسپی کے خلاف کوئی کام نہیں سونپا۔ بلکہ انھی کے رجحانات کو مثبت انداز میں اسلام کے فروغ و استحکام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا۔

یوں تو نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کی تربیت اور کردار سازی میں خصوصی دلچسپیوں کو پیش نظر رکھا۔ اختصار کی خاطر ہم چند نوجوان صحابہ کرامؓ کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے نہایت کم وقت میں اپنی دلچسپیوں کے میدان میں ایسی قابل قدر خدمات پیش کیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

آپ ﷺ کے فیض یافتگان اور تربیت یافتہ میں سے ایک شخصیت ابوہریرہؓ کی ہے آپؓ نے ۷ھ میں اسلام قبول کیا اور پہلی دفعہ غزوہ خیبر میں شرکت کی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ کے دربار کے ساتھ وابستہ کر لیا اور احادیث نبوی کو یاد کرنا اور ان کی حفاظت کرنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ آپؓ کی نمایاں صلاحیت حدیث کو یاد اور محفوظ کرنا تھی اور رسول کریم ﷺ کو بھی ان کے اس شوق اور رغبت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہ صرف اس معاملے پر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ کئی مواقع پر ان کے حرص حدیث کے جذبے کو سراہا۔ حضرت ابوہریرہؓ کے شفاعت کے متعلق ایک سوال کے جواب میں رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ سے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی:

''لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ''[30]

''مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ سنو! قیامت کے دن سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا، جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔''

حضرت ابوہریرہؓ نے غزوہ خیبر ۷ھ سے لیکر وفات نبی ﷺ تک صرف چار سال کی مدت میں سب سے زیادہ احادیث محفوظ کیں۔ اس مختصر مدت میں اتنا علمی کام کرنے میں جہاں ابوہریرہؓ کی حفاظت حدیث میں خصوصی دلچسپی اور غیر معمولی شوق کارفرما تھا وہی رسول اکرم ﷺ کی دعائیں اور ان کے تحصیل علم کے جذبے کی حوصلہ افزائی تھی۔

کم عمری میں رسول کریم ﷺ کی محبت اور تربیت سے مستفید ہونے والوں میں سے ایک نام حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا ہے جو آپ کے چچا عباسؓ بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ کی رحلت کے وقت ان کی عمر صرف تیرہ برس تھی لیکن اس کم عمری کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے ان کے علمی شوق کے پیش نظر ان کی خاص حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپؓ کی علم دوستی اور رسول اکرم ﷺ کے اقوال و افعال سے آگاہی کے جذبے کو ظاہر کرنے کیلیے یہ واقعہ ہی کافی ہے کہ وہ ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر رہے اور آپ ﷺ کے لیے وضو کا بندوبست فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے ان کے اس جذبے کے تحت ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ[31]

''اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور قرآن کی تاویل (تفسیر) سکھا''

نبی کریم ﷺ نے ان کے تحصیل علم کے رجحان اور خصوصی دلچسپی کو ان کی ابتدائی عمر میں ہی بھانپ لیا اور اسی کے پیش نظر ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہ نوجوان اپنی خصوصی دلچسپی، لگن اور رسول کریم ﷺ کی دعا اور حوصلہ افزائی کی بدولت ایسے بلند مقام تک پہنچا کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔

نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ[32]

''ابن عباسؓ قرآن کے کتنے عمدہ ترجمان ہیں''

عصر حاضر بھی اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اسوہ حسنہ ﷺ کی روشنی میں نوجوانوں کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں مثبت کاموں کے لیے تیار کریں جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر اور تمام دنیا کے لیے عمومی طور پر خیر و بھلائی کا ذریعہ بنیں۔

خلاصہ بحث:

رسول کریم ﷺ کی ہمہ گیر اور آفاقی شخصیت نے جہاں معاشرے کے ہر طبقہ کی اصلاح فرمائی وہاں نوجوانوں کی کردار سازی پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ کیونکہ نوجوان ہی وہ اساس ہیں جن پر امت کے مستقبل کی بنیاد ہے۔یہی وہ طبقہ ہے جس کے دم سے معاشرے کا انقلاب وابستہ ہے۔۔ ملت کے نوجوان ہی ہیں جو اپنے بلند کردار، ہمت و حوصلہ، قوت و شجاعت، تعلیم و تعلم اور دیگر خوبیوں سے مزین ہو کر اپنی قوم کے لیے فتح و کامرانی کا سبب بنتے ہیں۔ لیکن اگر یہی طبقہ فساد اور بگاڑ کا شکار ہو جائے تو پوری قوم تنزلی اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔

نوجوان جو کسی بھی قوم کا اثاثہ اور سرمایہ حیات ہیں۔ان کی تربیت منہج نبوی اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں کرنا نہایت ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ نے عہد شباب کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر نوجوانوں کی تربیت اور کردار سازی میں خاص توجہ عنایت فرمائی۔ آپ ﷺ نے نوجوانوں کے عقیدہ و منہج، عبادات و معاملات، تعلیم و تعلم، عفت و حیا، خشیت وللٰہیت، زہد و ورع، حلال و حرام، صبر و استقامت غرضیکہ ہر امر میں اس قدر عمدہ کردار سازی کی جس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی کردار سازی میں ان کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کا بھی خاص خیال رکھا اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

آپ ﷺ نے نوجوان صحابہ کرامؓ کو علمی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تبلیغی، جنگی، سفارتی اور دیگر ذمہ داریوں کے لیے اس قدر عمدہ انداز میں تیار کیا کہ انھوں نے نہ صرف آپ ﷺ کی زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی ان کی صلاحیتوں اور قابل قدر خدمات سے عالم اسلام مستفید ہوا۔ اور مجموعی طور پر نوجوان صحابہ ہی اسلام کی نشر و اشاعت، حفاظت اور دفاع میں پیش پیش رہے۔کتابت وحی کا معاملہ ہو تو حضرت زید بن ثابتؓ، قرآن کریم میں مہارت و دسترس کا خاصہ ہو تو عبد اللہ ابن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ، روایت حدیث کی بات ہو تو ابو ہریرہؓ، عبد اللہ ابن عمرؓ، اشاعت اسالم کا کٹھن مرحلہ ہو تو مصعب بن عمیرؓ، جہاد فی سبیل اللہ کی بات ہو تو حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زیدؓ، اسی طرح حکومت اور دیگر انتظامی امور سلطنت کا معاملہ ہو تو ابو موسیٰ اشعریؓ اور دیگر نوجوان صحابہ کا کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

جوانی کا یہ دور بڑا ہی قیمتی سرمایہ ہے۔مال کمانے کا تعلق ہو یا حصول علم کا یا صلاحیتوں اور مہارتوں میں نکھار پیدا کرنا ہو، ان سب کا صحیح اور بہترین وقت بھی یہی ہے۔اسی دور کو علامہ اقبال نے 'ضرب کاری' سے تعبیر کیا ہے۔ عمر کے اسی مرحلے میں صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے تو بارگاہ نبوی سے صدیق، فاروق، شیر خدا اور سیف اللہ جیسے عظیم القابات حاصل ہوئے۔ اسی دور میں ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہؒ جیسے مجددین علوم کی گہرائیوں میں اترے۔ اسی دور شباب میں صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد، محمد بن قاسمؒ نے اسلامی تاریخ کو اپنے کارناموں سے منور کیا۔

عصر حاضر میں جب امت مسلمہ ہر طرح کے مسائل کا شکار ہے۔ خصوصی طور پر نسل نو، جو بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود انتشار کی کیفیت سے دوچار ہے تو ان حالات میں مسائل کا حل صرف اور صرف اسوہ حسنہ میں مضمر ہے۔ آج رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس تو اس دنیا میں موجود نہیں مگر آپ کا منہج ضرور موجود ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی منہج نبوی ﷺ کو اپنا کر نوجوانوں کی تربیت کی جائے تاکہ وہ ہر طرح کی مشکلات، مالی تنگیوں اور سماجی ناہمواریوں کے باوجود صبر واستقامت اور حسن کردار کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے امت مسلمہ اور انسانیت کیلیے خیر و بھلائی کا باعث بنیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے انھی بلند کردار نوجوانوں کا ذکر کچھ اس طرح فرمایا:

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات جو فقر سے ہے میسّر، تونگری سے نہیں
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں [33]۔

حوالہ جات وحواشی

1. Sūrat al-Aḥzāb: 21
2. Sūrat al-Kahf: 13
3. Sūrat Yūnus: 83
4. Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā, Sunan Tirmidhī, Abwāb al-Qiyāmah: 2417
5. Sūrat al-Rūm: 54
6. Duktūr ʿAbd al-Rashīd Aẓhar: Maqālāt Tarbiyyat, 79
7. Sunan al-Tirmidhī: Bāb Ṣifat al-Qiyāmah: 2516
8. al-Adab al-Mufrad li-Bukhārī, Ḥadīth number: 18
9. Muḥammad Iqbāl, ʿAllāmah, Ḍarb-i-Kalīm, Iqbāl Akādīmī, Lāhaur 2018, p. 537
10. Sūrat al-Bayyinah: 7
11. Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adhān: 660
12. Muḥammad Iqbāl, ʿAllāmah, Bāng-i-Darā, Iqbāl Akādīmī, Lāhaur 2007, p. 313
13. Sunan Ibn Mājah: 224 Qāl al-Shaykh al-Albānī Ṣaḥīḥ dūn Qawluh wa-Wāḍiʿ al-ʿIlm ilā Ākhir
14. Ibn al-Qayyim, Zād al-Maʿād, Nafīs Akādīmī Karāchī, 1975: jild 2, p. 51
15. Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Dār al-Fikr, Bayrūt, 1351 H, jild 2, p. 130
16. Ibn Saʿd, Ṭabaqāt al-Kubrā, Dār Ṣādir, Bayrūt, 1376: jild 2, p. 22
17. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Janāʾiz: 1249
18. Sunan Tirmidhī, Abwāb al-Manāqib: 3883
19. Abū Dāwūd, Sulaymān bin al-Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Ṭibb: 3887
20. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān: 4987
21. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Ḥadīth al-Anbiyāʾ: 3483
22. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Īmān: 09
23. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Nikāḥ: 5066
24. Ibn Ḥanbal, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Aḥmad, Musnad al-Anṣār: 22211
25. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adhān: 660
26. Muḥammad Iqbāl, ʿAllāmah, Bāng-i-Darā, Iqbāl Akādīmī, Lāhaur, 2018, p. 542
27. Sūrat al-Aḥqāf: 13
28. Ṣafī al-Raḥmān, Mubārakpūrī, al-Raḥīq al-Makhtūm, al-Maktabah al-Salafiyyah, Lāhaur: 129
29. Aydan: 128
30. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-ʿIlm, Ḥadīth: 99
31. Musnad Aḥmad, Musnad Banī Hāshim, Musnad ʿAbdullāh bin al-ʿAbbās: 3102
32. Ḥākim, Muḥammad bin ʿAbdullāh, Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn, Kitāb Maʿrifah al-Ṣaḥābah: 2691
33. Muḥammad Iqbāl, ʿAllāmah, Bāng-i-Darā, Iqbāl Akādīmī, Lāhaur, 2018, p. 532